تہذیب الاخلاق

قرآن و حدیث کے متعلق تہذیب الاخلاق میں جس انداز کے مضامین شائع ہونگے
ان کے نمونے دو کی اشاعتوں میں محترم ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ تہذیب الاخلاق
کی اشاعت کا عقدہ حل ہو جائے اور ایک ماہانہ رسالے کی صورت میں اسکے شائع ہونے کی مستقل
صورت نکل آئے۔ تو اس کی اشاعت اس پرواز پر ہو کہ تمام اسلامی دنیا کی علمی زبان (سائنٹیفک لنگو)
اس کو بنا سکیں۔ اردو کی بے بضاعتی ضرور تاسف خیز ہے کہ ہندوستان کے باہر کی دنیا کو شاید ہی
اسکے سننے اور سمجھنے کا اتفاق پڑتا ہو۔ اور چونکہ موجودہ حالت میں مالی مشکلات کی بنا پر بہت کم
امید ہے کہ تہذیب الاخلاق کسی دوسری زبان میں بھی شایع ہو سکے۔ اسلیے ہم افسوس کے
ساتھ کہتے ہیں کہ ممالک غیر کے سخن فہم طبقہ کے لیے بالفعل اس رسالہ سے فائدہ اٹھانے کی
کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔ باایں ہمہ اردو زبان کی خوش قسمتی ہے کہ مصر و شام و تونس
وغیرہ کے کئی نامور دوں نے محض اسلام کی خدمت کے خیال سے قلمی امداد کے وعدے کیے ہیں
بعض دوستوں نے وعدہ سے قبل ہی اسکو وفا بھی کر دیا ہے۔ افریقیہ کے ایک فاضل ادیب
علامہ عبدالقادر مغربی نے قرآن کریم کے متعلق یورپ کے خیالات کے عنوان پر ایک مبسوط
مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس کا موضوع یہ ہے کہ قرآن کریم کے باب میں یورپ کی غلط فہمیوں
کو بتلایا ہے۔ اور ان سب کا منشا کیا ہے۔ مضمون عربی میں ہے۔ اور اصل میں علامہ شیخ
عزیز شاویش کے مجلۃ الھدایۃ کے لئے لکھا گیا تھا۔ اور اسکے ابتدائی نمبر میں شایع بھی
ہے۔ حال میں علامہ مغربی نے ملک شام کی سیرگاہ طرابلس سے اس کو تہذیب الاخلاق
میں شائع کرنے کے لیے ہمارے پاس بھیجا ہے چنانچہ آج کی اشاعت میں اسکا اردو ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے

اسکے پڑھنے سے یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ اسلام پر ہمارے بھائیوں کی عنایت سے جو حملے ہندوستان میں ہو رہے ہیں وہی سرگرمی یورپ میں بھی ہے۔ فرق یہ ہے کہ یورپ میں حق پسندوں کی کمی نہیں ہے۔ اس لئے انھیں میں کوئی نہ کوئی خدا کا بندہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور سارے اعتراضات کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں۔ اسکے مقابل ہندوستان میں چونکہ بعض نامسلمان فرقوں کی پرورش ہو گئی ہے کہ اپنی قوم کو ممتاز بنانے کے لیے مسلمانوں پر بیجا حملے ہوتے رہیں۔ لہٰذا اُن حضرات کو صرف اعتراض سے مطلب ہوتا ہے خواہ وہ کیسے ہی چھچھورے کیوں نہ ہوں ۔

ہمارے مہربان دوستوں نے جب کبھی آسمانی کتاب پر پتھر پھینکے ہیں تو ہم نے ہمیشہ خاموشی سے اسکا جواب دیا ہے۔ اسلیے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ پتھر خود انھیں کی قابلیت کے سر پڑتا ہے اور زمانہ کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان بزرگوں کی سخن فہمی کس پایہ کی ہے۔ قرآن کریم کے مقابل میں قرآن جدید پیش کرنے کا دعوے نیا نہیں ہے۔ یہ بہت پرانی بات ہے۔ مسیلمہ کذاب سے اس کی ابتدا ہوئی تھی۔ اور اب تیرہ سو برس کے بعد مسٹر دھرم پال۔ اور پنڈت گھوجدت جی وغیرہ اس کی وراثت کو نباہ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی تمکین و وقار پر ان بے اصول کوششوں کا ذرا بھی اثر نہ پڑنا چاہیے۔ کیونکہ غیر اسلامی دنیا کا علمی طبقہ بھی جب **قرآن کریم** کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے تعلیمات کی خوبیوں کا معترف ہے تو غوغائیوں کے شور و شغب سے

اذا غضبت علی کرام عشیرتی — فلا زال غضبانا علی لئامہا

شرفائے قوم خوش رہیں — تو — عوام کی ناخوشی کا کیا اندیشہ ہے

کہ اصول کیوں بدلنے لگا؟ بہر حال اس مختصر تمہید کے بعد ناظرین اصل مضمون کی جانب توجہ فرمائیں

القرآن فی مشتجر الطعان

یعنی

قرآن طعن و تشنیع کے میدان میں

شاید ہی کوئی ایسا دن گذرتا ہو کہ **قرآن** پر حملہ کرنے یا اس کی وقعت گھٹانے کے متعلق کسی یورپین اہل قلم کی آواز نہ سنی جاتی ہو۔ اس نغمہ کے جواب میں بعض اوقات کوئی نہ کوئی مسلمان بھی بول اٹھتا ہے اور

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود اسی معترض کا کوئی ہم قوم اٹھ کھڑا ہوتا ہے ۔ اور اعتراضات کے تار و پود بکھیر دیتا ہے حال میں اسی رنگ کا واقعہ فرانس میں پیش آیا ہے ۔ **موسیو سالمون ریناش** ایک مشہور بزرگ ہیں ۔ انھوں نے تاریخ الادیان (مذہب دنیا کی تاریخ) کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں قرآن پر نہایت سخت و درشت حملے کیے ہیں ۔ اور لکھا ہے کہ اس میں کوئی خوبی نہیں ہے ۔ حتیٰ کہ فصاحت و بلاغت سے بھی خالی ہے ۔ فرانس کے شہرۂ آفاق مستشرق ڈاکٹر **موریس** کو اس پر صبر نہ آسکا ۔ انھوں نے بڑی سختی سے ان اعتراضات کو مردود ثابت کیا ہے ۔ یہ جواب اخبار لا بارول فرانسس روان میں شائع ہوا ہے دونوں صاحب فرانس کے نامور اہل قلم ہیں ۔ لیکن ڈاکٹر موریس کی قابلیت بہت بڑھی ہوئی ہے وہ عالم بھی ہیں ۔ اور اورینٹلسٹ بھی ۔ عربی زبان کے ماہر ہیں ۔ عربیت کے آداب اور بلاغت کے رموز سے آگاہ ہیں ۔ عربی سے فرنچ میں ترجمہ کرنے کی انھیں خاص مہارت ہے ۔ اسی شہرت کی بنا پر حال ہی گورنمنٹ فرانس نے فرانسیسی زبان میں قرآن کے ترجمہ کی خدمت انھیں تفویض کی ہے ۔ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس ترجمہ میں اصل زبان کی بلاغت محفوظ رہے ۔ اور آیات کے مفہوم میں ذرا بھی خلل نہ پڑنے پائے موسیو ریناش کی رد میں انھوں نے جو مضمون لکھا ہے ۔ ہم پہلے اسکو نقل کرتے ہیں ۔ اسکے بعد دکھائینگے کہ مشرقی تنقید کیا ہے ۔ اور کن توہمات کی بنا پر یوروپ اعتراض کرنے کو اٹھ کھڑا ہوتا ہے

ڈاکٹر موریس لکھتے ہیں :-

"موسیو سالمون ریناش کو شاید ان کے فضل و کمال و ذکاوت و روشن طبعی کا مجھ سے زیادہ کوئی دوسرا قدردان نہ ملیگا ۔ لیکن اس قدرشناسی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کچھ وہ کہتے جائیں میں مانتا جاؤں ۔ میری رائے میں یہ فیاضی مفید نہیں ہے ۔ ورنہ انکے خیالات میں غلو بڑھتا جائیگا ۔ اور ان کی رائیں حدود انصاف سے دور ہوتی جائینگی ۔ میری اسی تحسین و شناس کا نتیجہ ہے کہ تاریخ الادیان کو انھوں نے دوبارہ اپنے خرچ اور اپنے ہی نام سے شائع تو کر دیا ہے مگر غور تک نہیں کی کہ اس کی غلطیاں تو درست ہو جاتیں ۔ اور فضولیات کی کچھ تلافی تو ہو سکتی ۔

عجیب بات یہ ہے کہ موسیو ریناش نے اس کتاب میں بزرگان عرب کے اعلیٰ طبقہ پر سخت ترین حملے کیے ہیں ۔ لعنت اور سب و شتم کا شاید ہی کوئی لفظ بچا ہوگا جو اس جانب دار کے قلم سے بیساختہ نہ نکلا ہو ۔ یہ روش ان خانقاہ نشین مجاور کر دینے والے پادریوں کی تھی

جو قرونِ متوسطہ میں تھے اور جن کی بدولت یہ صدیاں اب تک یادگار چلی آتی ہیں

قرآن کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ "اس کی عبارت رکیک ہے۔ اور فصاحت و بلاغت سے بالکل ہی معرا ہے" اسی بُرے بول پر کفایت نہیں کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ نفرت خیز الزام لگائے ہیں جن کے بیان کرنے میں خاموش رہنا بہتر سمجھتا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت قلق ہوا اور میرے حواس مضطرب ہو گئے۔ اس لئے کہ اگر کسی نامسلمان کو قرآن کی صداقت میں شبہ کرنا جائز ہے۔ اور اُس کے دعوے کی صحت و درستی میں اُس کو شک ہو سکتا ہے تو کم از کم یہ تو کسی طرح جائز نہیں کہ اس کے طرزِ تحریر کی نسبت جو فصاحت و بلاغت کے انتہائی درجہ میں ہے شک کر سکے۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت جس کو تسلیم نہ ہو وہ غلطی پر ہے۔ اس کی راستیٔ ذوق میں شبہ ہے۔ اور اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ اُس کی عقل میں خلل ہے

قرآن کی اگر کوئی ایسی منقبت ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ وہ عظیم الشان فضیلت جس پر تین سو ملین (۳۰ کروڑ) انسان فخر کرتے ہیں۔ وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قسمت کی ازلی عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں طیار کی ہیں اُن سب میں یہ بہترین کتاب ہے۔ اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں

اس میں آسمان و زمین کے بنانے والے کی حمد و ثنا بھری ہے۔ خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے کہ اسی نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور ہر ایک چیز کی اُس کی استعداد کے مطابق راہنمائی کی ہے۔ علما کے لیے یہ ایک علمی اکاڈمی ہے۔ اہلِ لغت کے لیے جامع ڈکشنری ہے۔ لطیف مذاق والوں کے لیے جن کو زبان کی اصلاح مطلوب ہو۔ علمِ نحو کی یہ ایک گرامر ہے۔ شاعری کو پسند کرنے والے اور جذبات کی تہذیب و شائستگی پر نظر رکھنے والوں کے لیے یہ عروض کی کتاب ہے۔ دنیا بھر کے قوانین و شرائع کی یہ انسائیکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف) ہے جتنی آسمانی کتابیں کہ داؤد کے زمانہ سے لے کر جان باتموس کے عہد تک نازل ہوئیں محاسنِ لفظی و معنوی کے اعتبار سے وہ سب کی سب قرآن کی ایک چھوٹی سی چھوٹی سورۃ سے

برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔

یہی سبب ہے کہ مسلمانوں میں اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں جس قدر علم بڑھتا جاتا ہے بجائے اس کے جوں جوں بیعقدر اس کتاب (قرآن) کے ساتھ اُن کا تعلق بڑھتا ہے۔ اس کی تعظیم میں زیادتی ہوتی ہے۔ اسکے عجائبات کے ساتھ ان کی دلچسپی ترقی کرجاتی ہے۔ آیات کا اقتباس کرتے ہیں کلام کی آرایش ان آیتوں سے بڑھاتے ہیں۔ جس قدر اُن کا پایہ رفیع ہوتا ہے اور خیالات میں شستگی و شگفتگی ہوتی ہے اسی قدر اپنی رائے و خیال کا مدار آیات قرآنی کو ٹھہرانے میں کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے سینے قرآن کی محبت سے معمور ہیں۔ دل سے اس کو مقدس مانتے ہیں۔ دوسری قوموں کو جو کتابیں یا شریعتیں ملی ہیں اُن کی نسبت نہ اُنھیں کوئی خیال پیدا ہوتا اور نہ رشک آتا۔ اسلئے کہ وہ دیکھ چکے ہیں کہ اُن کی کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت ساری جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے۔ یہ واقعی بات ہے۔ اور اسکی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاپردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں، اس کے واقعات جو روز بروز نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور اسکے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ مسلمان شعراء و نثار اُن کو دیکھ کر سجدہ کرنے لگتے ہیں۔ قیامت تک اسکو سرمایۂ ناز جانتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ فصیح کلام اور دقیق معنی کا یہ ایک مواج دریا ہے۔

مجھے امید تھی کہ موسیو بیناش قرآن کے متعلق اتنا سخت فیصلہ کرنے میں میرے ترجمۂ قرآن کے مکمل ہونے تک تامل فرمائینگے۔ میرے ترجمہ سے اُن کو معلوم ہوگا کہ کمال بلاغت اور اعلیٰ مطالب میں قرآن کا درجہ کس قدر بلند ہے۔ اب تک ان امور کی صحت میں انھیں جو شک ہے وہ اعتقاد راسخ و ایمان سلیم سے بدل جاتا۔ یہ عذر کافی نہیں ہے کہ وہ قرآن کی زبان نہیں جانتے۔ لہذا اس فیصلہ میں ان کو معذور رکھنا چاہیئے۔ جو ایک بات نہیں جانتا اُس کو فیصلہ کرنا کیا ضرور ہے۔ موسیو ساواری و کازیمرسکی کے ترجمے کافی نہیں ہیں، نہ اُن سے مطلوبہ اغراض حاصل ہو سکتے۔ اور نہ قرآن کی حقیقت سے اطلاع ہوتی۔ موسیو بیناش جیسا

حق پسند و منصف مزاج شخص جس کی زندگی علم و ادب و تالیف و تصنیف ہی میں اب تک بسر ہوئی ہے۔ امر حق کی پیروی سے اس کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مجھ کو توقع ہے کہ اصلی حقیقت سے جب ان کو اطلاع ہوگی تو اپنی غلطیوں کی وہ خود تصحیح کر دیں گے۔ اور قرآن پر تہمت باندھ کر اسلامی دنیا کو غضبناک کرنے کی جو صورت نکالی ہے۔ اس سے خود بخود باز آئینگے ؛؛

میری رائے میں ان کو اپنی غلطی سے بہت جلد رجوع کرنا چاہیئے۔ اس لیئے کہ یہ تلافی و استدراک جس طرح ان کا اخلاقی فرض ہے اسی طرح ایک قومی و ملی فرض بھی ہے ؛؛

یہ نہایت مذموم و نالائق پالیسی ہے کہ ہزاروں مسلمان تو فرانس کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ اور فرانسیسی حکومت کے آگے سر تسلیم خم کیئے ہوئے ہیں۔ باینہمہ انھیں گالیاں دی جائیں۔ حملے ہوں۔ بدگوئی و دل آزاری کی نئی نئی صورتیں نکلیں۔ دنیا بھر کی ناپاکیاں اور بری خصلتیں انکے مذہب سے منسوب کی جائیں۔ ان کی مقدس کتاب کو رکیک اور فصاحت و بلاغت سے خالی بتایا جائے۔ اور ان تمام دل آزاریوں پر بھی ہم یہ توقع رکھیں کہ مسلمان اپنے دل سے کینہ نکال ڈالینگے۔ ہماری اطاعت خلوص سے کرینگے۔ اور ہمارے عہد و پیمان کی حفاظت پر کمربستہ رہینگے

موسیو رینان کو اگر اسلامی دنیا کے ساتھ کافی واقفیت کا موقع ملا تو انھیں معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ مذہب کی بڑی عزت کرتا ہے۔ مذہبی آداب کا نہایت پابند ہے۔ اور انکے احکام سے وہ بے تعلق نہیں ہونا چاہتا۔ نئی نسل کا ہر ایک ممبر اور درسگاہوں کے تمام لڑکے اس مقدس کتاب (قرآن) کی شان میں توہین کا ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کر سکتے۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ ان کو گوارا کرنا بھی نہ چاہیئے۔[1] اس لیئے کہ قرآن میں دو نمایاں صفتیں ہیں۔ اور ان دونوں حیثیتوں سے وہ تمام آسمانی کتابوں پر مرجح ہے پہلی حیثیت یہ ہے کہ اسکے انتساب کی صحت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ پیغمبر عرب سے اسکی نسبت صحیح نہیں ہے۔ حالانکہ توریت و انجیل وغیرہ میں شبہہ کی گنجائش ہے

[1] ہماری نئی نسل کو غور سے سننا چاہیئے کہ مہذب دنیا کو ان کے ساتھ کس قدر حسن ظن ہے۔ جن پاکیزہ اوصاف سے زمانہ انھیں متصف سمجھ رہا ہے۔ اگر اب تک ان سے موصوف نہ تھے تو کاش اب ہو جاتے۔ شرافت کا اقتضا یہی ہے کہ دنیا ہماری عزت کرے۔ اور ہم "در باطن ہیچ" نہ بنے رہیں۔ (اڈیٹر)

دوسری حیثیت یہ ہے کہ قرآن کو مسلمان عربی زبان کی حفاظت کا مرجع سمجھتے ہیں۔ اور اپنے مذہبی اصول کی تطبیق کا ماخذ جانتے ہیں۔"

"تاریخ الادیان کی توسیع اشاعت کی نسبت خود موسیو رنیاش کو جو تمنا ہوگی وہی مجھے بھی ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس کتاب کی ان لیڈیوں کے دل میں وقعت ہو جو قرآن سے متعلق جہالت کی تاریکی میں گرفتار ہونے کی وجہ سے اس سے بدگمان ہو رہی ہیں۔ رنیاش نے اگر اپنی غلطیوں کی تصحیح کردی تو خیالات کو روشن کرنے اور تاریکی مٹانے میں اس کتاب کے ذریعے سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔"

ہم ان خیالات پر ڈاکٹر موریس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہم کو افسوس ہے کہ موسیو رنیاش کو قرآن کریم کی تنقید کا حوصلہ ہوا۔ حالانکہ صاحب موصوف کی عربی دانی اسی قدر ہے جس قدر کہ ایک مولوی فرانسیسی جانتا ہو۔

جس طرح کازیرسکی کا ترجمۂ قرآن پڑھ کر موسیو رنیاش نے قرآن کی تنقید کی ہے اسی طرح اگر کوئی مولوی تلیماک کا جو فرانسیسیوں کی رائے میں فرنچ زبان کی فصیح ترین کتاب ہے۔ ترجمہ پڑھ کر نکتہ چینی پر آمادہ ہو۔ اور کہے کہ "فصاحت و بلاغت کیسی ؟ یہ تو نہایت رکیک و پوچ و لچر کتاب ہے" تو کیا فرانسیسی اسکے قول کو مان لینگے۔ یا یہ کہینگے کہ یہ شخص جاہل ہے ؟۔ اور کیا اسکے ریمارک کی بنا پر یہ نہ کہینگے کہ "مولویوں کا فرقہ ذوق سلیم و فہم صحیح سے بے تعلق ہوا کرتا ہے ؟

ڈاکٹر موریس کے ہوتے ہوئے ہم کو موسیو رنیاش کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ موقع و مناسبت کے خیال سے ہم چند اصولی باتیں بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جن میں غور و فکر کرنے سے آیات کے مفہوم سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے

(الف) قرآن کا پایۂ بلاغت نہایت بلند ہے۔ کلام کی بلاغت اصل میں یہ ہے کہ وہ سرکش طبیعتیں جن کو باطل پر اصرار ہو ان سب کو کشاں کشاں حق کے سامنے لاکر کھڑا کر دے۔ قرآن کی یہی روش ہے۔ عرب کے بڑے بڑے فصحا و بلغا سے وہ خطاب کر رہا ہے۔ ان کے موروثی عقاید و خیالات کے بالکل خلاف باتیں کرتا ہے۔ اُن کے عقاید پر سخت سے سخت حملے اسکی جانب سے ہوتے ہیں انکے خیالات کے مفاسد اور خرابیوں کو کھول کر دکھا دیتا ہے۔ لیکن یہ مغرور و متکبر طبیعتیں جو

بابت میں سرکشی پر آمادہ تھیں چار و ناچار اُسکے سامنے گردن جھکا دیتی ہیں۔ اور اُسکی بات مان لیتی ہیں۔ جو نہیں بھی مانتیں وہ کم از کم متحیر تو ضرور ہوتی ہیں۔ کبھی کہتی ہیں کہ قرآن سحر و جادو ہے۔ کبھی اُسکی تاثیر سے لوگوں کو ڈراتی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ اس کو نہ سنو۔ اور اس کے ساتھ لغویت کا برتاؤ کرو۔ (لاتسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ)

قرآن کے ابتدائی مخاطب اہل عرب تھے۔ اور اُسکے مقابلہ میں اُنکی یہ حالت تھی اور اُن کی نظروں میں قرآن کی تاثیر کا یہ درجہ تھا۔ اگر اس تاثیر کا نام بلاغت نہیں ہے۔ تو پھر بلاغت اور کیا چیز ہے؟

(ب) قرآن کی جتنی آیتیں ہیں سب بلیغ ہیں حتےٰ کہ جن کو ہم نہیں سمجھتے۔ اور "متشابہات" کہتے ہیں اُن میں بھی بلاغت ہے۔ زباندانی کا ملکہ گو ضعیف ہو گیا ہے اور خود اہل عرب کی عربیت بھی کمزور ہوتی جاتی ہے۔ باایں ہمہ اہل زبان کو ان آیات متشابہات کے سمجھنے میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اور نہ مخاطبین قرآن نے متشابہات کے مطالب سے کبھی ناواقفیت ظاہر کی۔ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان آیات کو برابر سمجھتے تھے۔ نہ اُنھیں کوئی شک ہوتا تھا۔ اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھتے تھے

(ج) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ قرآن کے بنانے والے تھے۔ نہ ایسی تعلیمات کی تالیف ان سے ممکن تھی۔ اور نہ آپ علانیہ وحی پر وہ خدا پر افترا کرتے تھے۔ سب سے بڑی دلیل اسکی خود قرآن ہے قرآن نے جابجا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ملامت کی ہے عتاب کیا ہے۔ اور جو زیادہ مناسب و بہتر باتیں تھیں۔ اُن کی ہدایتیں کی ہیں۔ کوئی شخص خواہ کتنا ہی اونے درجہ کا ہو۔ اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو یہ نہایت سخت دشوار ہے کہ علے الاعلان اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ خصوصاً وہ شخص جو اپنے آپ کو لیڈر بنانے کی فکر میں ہو۔ ظاہر ہے کہ لیڈری اصابت رائے پر مبنی ہے جب قوم کو معلوم ہو جائے گا کہ فلاں شخص کی رائیں اکثر غلط ہوا کرتی ہیں۔ تو عام بلائے اس کو لیڈر کیوں ماننے لگی؟ اس لحاظ سے یہ بہت مشکل ہے کہ کوئی اپنی کمزوریوں کو ظاہر کرتا رہے۔ اور آپ اپنا بھرم کھول دے ٭

قرآن میں متعدد آیتیں ہیں جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ کی گئی ہے کہ فلاں امر میں آپ نے بہترین صورت کو ترک کرکے معمولی طریقہ کیوں اختیار کیا؟ مثلاً :-

بھائی بہادر سنگھ پرنٹر از دریرمند گیس پریس امرتسر میں چھپا شیخ عبد العزیز پبلشر نے شائع کیا